تعلیم و تعلّم

پروفیسر ڈاکٹر محمد امین

وفاق ہائے مدارسِ دینیہ کی خدمت میں چند گزارشات

اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستانی معاشرے میں دینی لحاظ سے اس وقت جتنی رونق اور حرکت نظر آتی ہے، اس کا ایک بڑا ذریعہ اور سبب ہمارے دینی مدارس ہیں جن سے فارغ التحصیل ہونے والے علماے کرام ہماری مساجد کو آباد رکھنے اور معاشرے کی مذہبی رسوم ادا کرنے میں اہم کردار ادا کررہے ہیں۔ راقم مدارس کے اسی کردار کی وجہ سے ان کا مداح ہے اور ان کے نظام کو بہتر اور خوب تر بنانے کے لئے کوششیں کرتا رہتا ہے۔

ہمارے ادارے نے اہل سنت کے چار وفاقوں کے زعما کی مشاورت اور ان کے تعاون سے پچھلے سالوں میں دینی مدارس کے نصاب کی بہتری اور اساتذہ کی تربیت جیسے متعدد اقدامات کئے ہیں۔ حال ہی میں ملک کے سب سے بڑے وفاق 'وفاق المدارس العربیۃ' میں اِختلاف و انتشار کی خبروں سے راقم کو بھی دُکھ پہنچا ہے اور بعض دیگر وفاقوں کے حالات بھی اس کے علم میں ہیں لہٰذا وہ دینی مدارس سے محبت اور خیرخواہی کے جذبے سے، نہ کہ کسی خاص گروہ کی حمایت یا مخالفت کی وجہ سے، اہل مدارس کی خدمت میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہے۔ اگر وہ مناسب سمجھیں تو اپنے وفاق سے متعلق ان تجاویز پر عمل کرسکتے ہیں:

① وفاق بنیادی طور پر حکومت سے منظور شدہ ایک تعلیمی امتحانی ادارہ ہے جو ملحقہ مدارس کے طلبا کا امتحان لیتا اور سند جاری کرتا ہے، جس طرح کہ ملک میں جدید تعلیم کے لئے قائم سیکنڈری بورڈ اور یونیورسٹیاں کرتی ہیں۔ صرف امتحانی شعبے کے ایک انتظامی ادارے کی حیثیت سے اُصولاً وفاق کا ملکی سیاست یا دوسرے دینی کاموں، جیسے دعوتِ دین و تبلیغ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور نفاذِ شریعت وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے۔ البتہ اگر وفاق چاہیں تو اپنے مستقل مدارس بھی قائم کرسکتے ہیں۔ ہماری معلومات کی حد تک ابھی کسی وفاق نے کوئی ایسا تعلیمی ادارہ قائم نہیں کیا ہے۔

اسی وجہ سے وفاق سے ملحقہ مدارس سے تعلق رکھنے والے علما اور طلبا اگر تعلیم و تعلّم کے علاوہ دوسرے دینی شعبوں میں کام کرنا چاہتے ہوں اور مدارس بحیثیتِ آجر☆ کے، اگر اُنہیں اس امر کی اجازت بھی دے دیں تو ان علما و طلبا کو چاہئے کہ وہ دین کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والی جماعتوں اور اداروں کے تحت اور ان کے نام سے ہی کام کریں۔ اس صورت میں کسی دینی مدرسے کا علما اور طلبا کی ان سرگرمیوں سے براہِ راست کوئی قانونی تعلق نہ ہوگا۔ اور مدرسے کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ بحیثیتِ آجر اپنے ملازم علما اور طلبا کو سیاسی، دعوتی، سماجی سرگرمیوں کی اجازت نہ دے۔ ہمارے کہنے کا مدعا یہ ہے کہ یہ تقسیم کار بہت ضروری ہے ورنہ بڑی خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔

② تعلیم و تعلّم دینی اور دنیاوی لحاظ سے ایک پیشہ ہے اور اس سے وابستہ لوگوں کا رویہ پیشہ ورانہ (پروفیشنل) ہونا چاہئے۔ اسی طرح سیاست بھی آج کل ایک کل وقتی پیشہ ہے اور ایک ایسا پیشہ جس میں اختلاف، کشمکش اور نزاع بہت زیادہ ہے۔ اس لئے وفاقوں کو چاہئے کہ وہ ایک اُصولی فیصلہ کریں کہ ان کا کوئی عہدیدار ایسا عالم دین نہیں ہوگا جو عملاً سیاست دان ہو۔

③ وفاقوں کو یہ فیصلہ بھی کرلینا چاہئے کہ کوئی ایسا شخص کسی وفاق کا عہدیدار نہیں ہوسکتا جو باقاعدہ سند یافتہ عالم دین نہ ہو یا مدرسے کا معلّم یا مہتمم نہ ہو اور نہ وہ کوئی ایسا شخص ہو جس کا اکثر وقت کسی دوسری سرگرمی مثلاً ملازمت یا تجارت وغیرہ میں گزرتا ہو۔

④ وفاق سے ملحق دینی مدارس کا یہ بھی فرض ہے کہ اگر وفاق کے نظم کے مطابق عہدیداروں کا تعین الیکشن سے ہوتا ہو تو وہ اس انتخاب کو سرسری طور پر نہ لیں بلکہ اسے ایک زندہ سرگرمی بنائیں اور باقی اُمور سے قطع نظر صرف اس شخص کو ووٹ دیں جو وفاق کی تعلیمی سرگرمیوں کی دیکھ بھال کرنے کا اہل ہو۔ سن رسیدہ، بیمار یا کسی دوسرے دینی شعبے میں مصروف شخص کو وفاق کا عہدیدار منتخب نہیں کرنا چاہئے۔

⑤ یہ طریقہ اور روایت بھی صحیح نہیں ہے کہ جو شخص کسی وجہ سے ایک دفعہ عہدیدار منتخب

☆ یہاں 'آجر' کا لفظ مفہوم کی وضاحت کے لئے بولا گیا ہے جو مشاہرہ یا خدمت کے معنی میں ہے۔ وگرنہ مدارس کے طلبہ جس نوعیت کا علم حاصل کرتے ہیں، اس کو جنس بازار بنا کر اس کا معاوضہ کرنا ویسے ہی محل نظر ہے۔ نہ ہی اپنے طلبہ کے لئے یہ ہدف مدارس کے منتظمین و معاونین بلکہ خود طلبہ کے پیش نظر ہوتا ہے۔ ح م

ہو جائے، پھر از راہِ احترام تا زندگی اُسے ہی منتخب کیا جاتا رہے۔ بہتر یہ ہوگا کہ قانون بنا دیا جائے کہ کوئی شخص مسلسل دو سے زیادہ دفعہ منتخب نہ ہو، تا کہ ادارے کو نیا خون اور تازہ دم قیادت میسر آتی رہے۔ نظام کی بہتری کے لئے نئے تجربات کئے جاتے رہیں اور اسے خوب سے خوب تر بنانے کی کوششیں جاری رہیں۔

⑥ اگرچہ کسی بھی پیشہ ورانہ ادارے کے قائدین میں صلاحیت کے علاوہ دیانت و امانت اہم کردار ادا کرتے ہیں، تا کہ اِلحاق کرنے والے رکن اداروں کا اعتماد قیادت پر بحال رہے لیکن مدارس کا کام چونکہ دینی نوعیت کا ہے اور علمائے کرام معاشرے میں دین کے نمائندے سمجھے جاتے ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ وفاق کے عہدیداروں کا اخلاقی معیار اونچا ہو۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ کسی وفاق کا کوئی بھی عہدیدار حکومت کے کسی منافع بخش عہدے کو قبول نہ کرے اور نہ وہ حکومتی حلقوں میں اپنے تعلقات بڑھائے تا کہ کسی کو اُس پر اُنگلی اٹھانے کا موقع نہ ملے۔ اگرچہ پہلے بھی اسلاف اس امر کا لحاظ رکھا کرتے تھے جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ نے قضا کا عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ تاہم ہمارے عہد میں تو دو مزید خرابیوں نے اس شرط کو بالکل ناگزیر بنا دیا ہے۔ ایک تو یہ کہ مسلم معاشرے میں عوام اور حکمرانوں میں بُعد ہے۔ عوام اسلام پسند ہیں اور حکمران مغرب پسند یا سپر قوتوں سے وابستہ۔ دوسرے، خفیہ ایجنسیوں کا کردار جو ہر طالبِ علم یا عالم دین کو قابو کرنے کی تگ و دو میں رہتی ہیں تا کہ حکمرانوں اور حکومتوں کے مفادات کا تحفظ ہو سکے۔ اس لئے کوئی حرج نہیں کہ وفاق کے عہدوں کے لئے درکار اہلیت میں قانوناً اس شرط کا اضافہ کر دیا جائے کہ وفاق کا کوئی عہدیدار کسی منافع بخش حکومتی عہدے پر متمکن نہ ہو۔

⑦ وفاق کے عہدیداروں کے لئے علم و عمل کی شرائط کی بات ہو رہی ہے تو غالباً اس کے لئے عمر کی حد کم از کم چالیس سال بھی مقرر کر دینی چاہئے کیونکہ اس عمر کو پہنچنے تک سنجیدگی، متانت، ٹھہراؤ اور صلاحیتوں کے بلوغ کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

⑧ ممکن ہے دینی حلقوں میں اسے ناپسندیدہ سمجھا جائے، لیکن اُصولاً علم اور تجربے کی شرط بھی رکھی جاسکتی ہے۔ جس نے کبھی دینی مدرسے میں اعلیٰ جماعتوں کو پڑھایا نہ ہو، جس کی کوئی

دینی تصنیف نہ ہو اور جس کا تبحر علمی معروف نہ ہو، اسے دینی مدارس کے امتحانی ادارے کی قیادت آخر کیوں سونپی جائے......؟

⑨ جیسا کہ دیگر اداروں میں نصب وعزل کے قواعد ہوتے ہیں، اسی طرح وفاقوں کے لئے بھی بنائے جاسکتے ہیں مثلاً تقرر کے وقت، انتخاب کے لئے رائے شماری تحریری اور خفیہ ہونی چاہئے۔ اسی طرح اگر کوئی عہدیدار/رکن' مدارس کا اعتماد کھودے تو آئین میں اس کے عزل کا طریق کار بھی واضح ہونا چاہئے۔

⑩ ہماری حکومتیں اکثر دینی مدارس کے ساتھ مخلص نہیں ہوتیں اور اُنہیں اپنے تعلیمی منصوبوں میں حقیقی طور پر قبول نہیں کرتیں اور نہ ہی ان کے فضلا کے مستقبل کے لئے اچھے مواقع پیدا کرنے پر تیار ہیں۔ ورنہ اُولی الامر ہونے کی حیثیت سے یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس طرح کے معاملات کو کنٹرول کرنے کے لئے نظم وقواعد بنائیں اور نافذ کریں۔ موجودہ حالات میں دینی مدارس کی قیادت کو خود ہی اِن معاملات کو سلجھانا پڑے گا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جذباتی ہوئے بغیر ٹھنڈے دل ودماغ سے اداروں کو چلایا جائے۔ اختلافِ رائے کو برداشت کرنے کی عادت ڈالی جائے کہ یہ اجتماعی معاملات میں ناگزیر ہوتا ہے اور محض شک وشبہ کی بنا پر کسی کی علانیہ کردار کشی نہ کی جائے۔

اسلامی اخلاق کا یہ بھی تقاضا ہے کہ کسی شخص کو وفاق کے عہدے کا طلب گار نہیں ہونا چاہئے اور نہ اس کے لئے لابنگ اور جتھہ بندی کرنی چاہئے۔ اور اگر کوئی شخص احباب کا اعتماد کھودے تو اسے منصب سے چمٹے رہنے کی بجائے خود ہی فوراً منصب سے الگ ہوجانا چاہئے کہ نزاہت اور اخلاقی عظمت اسی میں ہے۔ ان باتوں کے لئے اگر ناگزیر ہو تو قواعد وضوابط بنائے جاسکتے ہیں جیسا کہ کچھ دینی جماعتوں اور اداروں نے بنائے ہوئے بھی ہیں خصوصاً رفع نزاع کا طریق کار اور فورم بھی ان قواعد میں مذکور ہونا چاہئے۔ تلك عشرہ کاملة

دینی مدارس بالخصوص وفاقوں کے اہل حل وعقد سے درخواست ہے کہ وہ ان گزارشات پر ہمدردانہ غور فرمائیں جو محض اخلاص اور دردمندی سے پیش کی گئی ہیں اور ان سے مقصود نہ کسی کی حمایت ہے اور نہ کسی کی مخالفت بلکہ وفاقوں کو بحیثیت ایک تعلیمی ادارہ مضبوط ومستحکم دیکھنے کی خواہش ہے۔ إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت وما توفيقي إلا بالله العلي العظيم